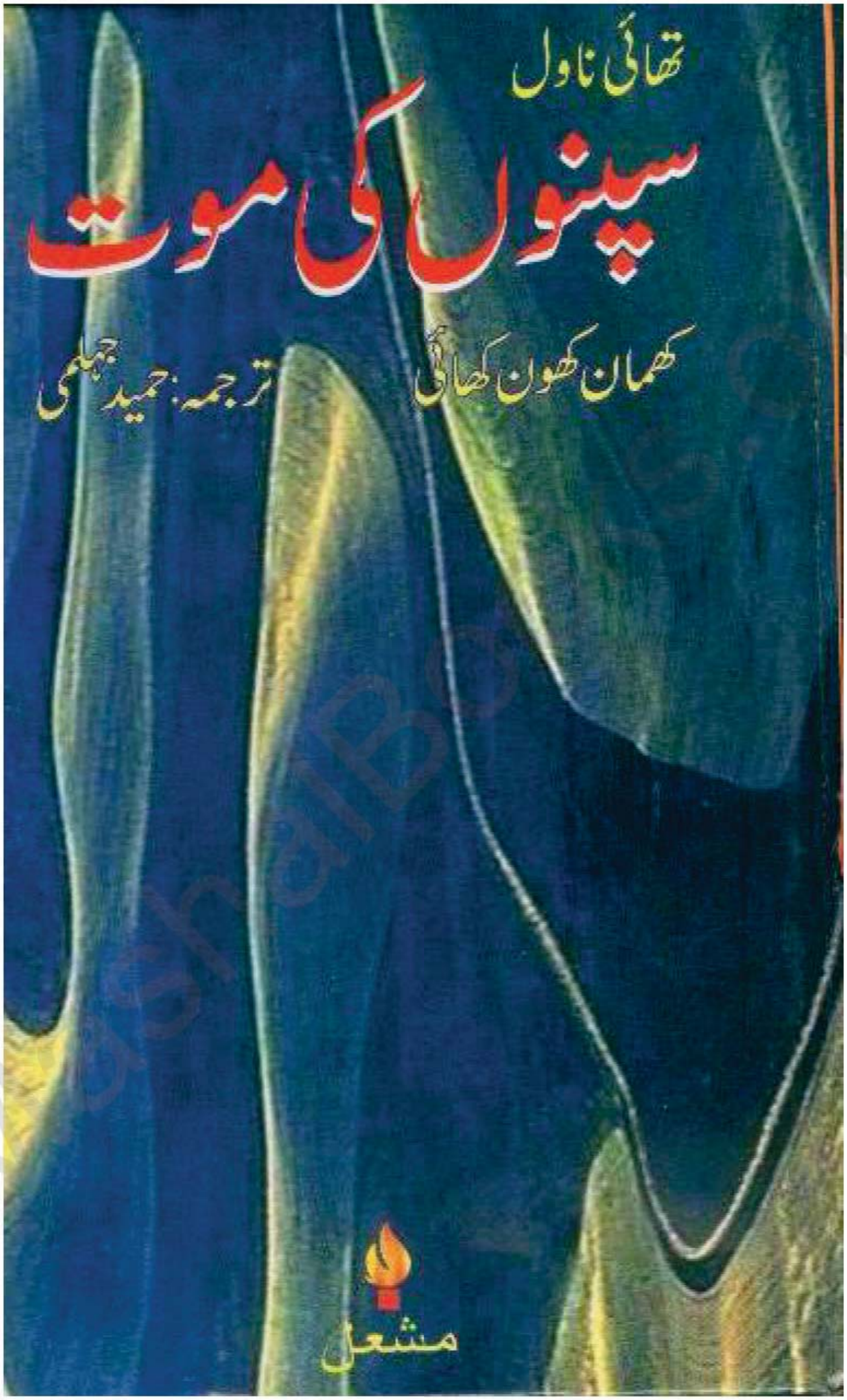

MashalBooks.org

سپنوں کی موت

کھمان کھون کھائی
اردو ترجمہ: حمید جہلمی

مشعل بکس
آر بی-۵' سیکنڈ فلور' عوامی کمپلیکس' عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن
لاہور-54600' پاکستان

MashalBooks.org

سپنوں کی موت

کھمان کھون کھائی
اردو ترجمہ: حمید جہلمی

کاپی رائٹ (c) اردو۔2003 مشعل بکس
کاپی رائٹ (c) کھمان کھون کھائی

ناشر: مشعل بکس
آر بی 5' سیکنڈ فلور'
عوامی کمپلیکس' عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن'
لاہور۔54600' پاکستان
فون وفیکس042-35866859

E-mail: mashbks@brain.net.pk

مشعل بکس

آر بی۔۵' سیکنڈ فلور' عوامی کمپلیکس' عثمان بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن
لاہور۔54600' پاکستان

MashalBooks.org

پیش لفظ

عجیب بات ہے کہ تھائی لینڈ میں فلم پہلے آئی اور ناول بعد میں۔ غیر ملکی فلمیں اس ملک میں آنا شروع ہوئیں تو ان کی کہانیاں کتابی شکل میں شائع کی جانے لگیں۔ یہ کتابیں اتنی مقبول ہوئیں کہ اسی طرح کی طبع زاد کہانیاں لکھنے کا رواج پڑے گا۔ ان کہانیوں کا انداز بھی فلمی ہی ہوتا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ اس ملک میں فلم سے پہلے کہانیاں کہنے سننے کا رواج نہیں تھا۔ دیومالائی کہانیاں سنائی جاتی تھیں اور منظوم داستانیں صدیوں سے چلی آ رہی تھیں۔ چونکہ تھائی لینڈ جس کا قدیم نام سیام تھا قدیم ہندوستانی تہذیب کا ہی ایک حصہ تھا اس لیے اس کی دیومالائی کہانیاں بھی وہی تھیں جو قدیم ہندوستان کی تھیں لیکن مغربی طرز کے ناول لکھنے کا رواج بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں پیدا ہوا۔ تھائی ادب پر فلموں کا اثر کتنا ہے اس کا اندازہ زیرِنظر ناول سے ہی ہوسکتا ہے۔ یہ ناول پہلے فلم اسکرپٹ کی شکل میں لکھا گیا تھا۔ اس پر ایک نوجوان فلمساز سورسی پتھیم نے فلم بنائی تھی جو 1978ء میں ریلیز ہوئی۔ اس فلم کو بہت پسند کیا گیا۔ فلم کے بعد یہ ناول کتابی شکل میں شائع کیا گیا تو وہ بھی بہت مقبول ہوا۔ تھائی زبان میں اس ناول کا نام ''کھروبانوک'' ہے۔ جس کا لفظی مطلب ہے ''دیہاتی سکول ٹیچر''

ناول بظاہر تو ایک ایسے سکول ٹیچر کی زندگی کی داستان ہے جو بے غرضی اور جان نثاری کے ساتھ ایک گاؤں کے بچوں کو پڑھاتا ہے۔ اس گاؤں میں سکول اور لائبریری کی عمارت تعمیر کرانے کیلئے اپنا تن من دھن لگا دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ناول تھائی لینڈ کی معیشت

اور معاشرت کی کہانی بھی ہے۔ ناول نگار نے جس گہرائی میں جا کر تھائی لینڈ کی دیہاتی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے اس سے اس ملک کے دیہات، وہاں کے باشندوں اور ان سے باہمی رشتوں کی سچی تصویر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ تھائی زبان میں استاد کو کھر د کہا جاتا ہے۔ یہ وہی کھر د ہے جو ہماری زبان میں گرؤ ہے۔ گرؤ صرف استاد نہیں ہوتا اس کے ساتھ ساجی اور مذہبی رشتہ بھی وابستہ ہوتا ہے اور صرف سکول میں پڑھاتا ہی نہیں عام زندگی کے روزمرہ معاملات میں رہنمائی بھی کرتا ہے۔ ناول کا گرؤ پیا بھی یہی کام کرتا ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہوتا ہے اور ہر شخص کے کام آتا ہے۔

پاکستان کی طرح تھائی لینڈ میں ٹمبر مافیا موجود ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دولت کمانے کیلئے جنگل کے جنگل صاف کر دیئے ہیں۔ اس طرح وہ صرف قدرتی ماحول کو ہی نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں بلکہ پورے ملک کو اس کی قدرتی دولت سے محروم کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں بااثر تاجروں اور ٹھیکیداروں کے ساتھ سیاستدان بھی شامل ہیں۔ یہ لوگ اتنے طاقتور ہیں کہ ایک عام سکول ٹیچر ان کا مقابلہ کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتا اور پیا کی یہی غلطی ہے کہ وہ ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ وہ ان کے کرتوت عوام کے سامنے لانے کی ہمت کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ وہی ہوتا ہے کہ جو ہم تیسری دنیا کے ترقی پذیر ملکوں میں ہر روز دیکھتے رہتے ہیں۔

ناول نگار

ناول نگار کا اصل نام سوپونگ پلاسون ہے۔ کھمان کھون کھائی ان کا قلمی نام ہے۔ وہ مارچ 1938 میں شمالی تھائی لینڈ کے ایک گاؤں کربون رچا تھائی میں ایک کسان کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں شہر سے بہت دور ہے۔ اس کے باشندے دھان کی کاشت کرتے ہیں یا ماہی گیری کر کے اور مویشی پال کر گزارہ کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی کاشت کرتے ہیں یا جتنی مچھلیاں پکڑتے ہیں وہ صرف اپنے خاندان کیلئے ہی ہوتی ہیں۔

سوپونگ نے چار سال گاؤں کے سکول میں تعلیم حاصل کی پھر وہ اوبون رچا تھائی شہر کے سیکنڈری سکول میں چلے گئے۔ وہاں چار سال کی تعلیم کے بعد انہوں نے بینکاک میں ٹیچرز ٹریننگ سکول سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔

MashalBooks.org

1959ء میں وہ اپنے آبائی گاؤں کے قریب ایک گاؤں کے پرائمری سکول میں استاد مقرر ہوئے۔ زیرنظر ناول کے بہت سے واقعات اسی زمانے کے تجربات پر مبنی ہیں۔ وہاں انہوں نے پانچ سال پڑھایا۔اس کے بعد1966ء میں انہوں نے بی ایڈ کیا۔ کچھ عرصے بعد وہ محکمہ تعلیم میں سپروائزر مقرر ہوگئے۔ دوسال بعد وہ سکالرشپ پر امریکہ چلے گئے اور1969ء میں کولوریڈو یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔1977ء میں وہ وزارت تعلیم میں چلے گئے۔ ان کا آخری عہدہ ڈپٹی سیکرٹری ٹیچرز کونسل تھائی لینڈ تھا۔1998ء میں وہ ریٹائر ہوگئے۔ آج کل وہ وزارت تعلیم میں مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

انہوں نے1959ء میں افسانے لکھنا شروع کئے۔ ان کا موضوع عام طور پر تعلیم ہی تھا۔ ان کی پہلی کتاب1976ء میں چھپی۔ اب تک ان کی 30 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ 1976ء اور1980ء میں وہ نیشنل بک ڈیولپمنٹ سے تین انعام حاصل کر چکے ہیں۔ اس ناول کا ترجمہ جاپانی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔

اپنے قلمی نام کے بارے میں وہ بتاتے ہیں کہ تھائی لینڈ اور لاؤس میں بہت سے لوگ اپنے نام کا پہلا حصہ''کھام'' رکھتے ہیں جس کا مطلب ہے سونا' مان کا مطلب ہے خوش قسمت ''کھون'' کا مطلب ہے انسان یا لوگ اور''کھائی'' اچھا' یہ سب مل کر ایک سونے جیسے قیمتی خوش قسمت انسان کا نام بن جاتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنا قلمی نام1970ء میں رکھا تھا اور اسی نام سے وہ لکھ رہے ہیں لیکن لوگ انہیں سومپونگ پلاسون اور کھمان کھون کھائی دونوں ناموں سے پکارتے ہیں۔

حمید جہلمی لاہور

MashalBooks.org

باب 1

ٹیچرز ٹریننگ کالج سے تربیت پا کر نکلنے والوں نے جشن کا اہتمام کیا۔ بڑی دھوم دھام تھی' مردوں اور عورتوں نے بھڑکیلے اور شوخ رنگ لباس پہن رکھے تھے۔ قمقموں کی تیز روشنی نے چکاچوند کا سماں پیدا کر دیا تھا۔ سبھی ناؤنوش میں مصروف تھے۔ گیت گائے جا رہے تھے' فضا خوشبوؤں سے مہک رہی تھی' تیز دھنوں پر رقص ہو رہا تھا' نوجوان تھرک رہے تھے' یہ سبھی مستقبل کے معلم تھے۔ اس محفل رقص و سرور میں پیا نام کا ایک نوجوان بھی شامل تھا۔ اس نے ڈپلوما حاصل کیا تھا۔ وہ اس پر قانع تھا۔ اگلے درجوں میں پہنچنے کی اسے کوئی خواہش نہیں تھی۔ اس نے بڑی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا تھا جتنی کچھ تربیت حاصل کر چکا ہے' روٹی کما کھانے کیلئے کافی ہے' اس کے کئی ساتھیوں نے مزید تربیت پانے کا فیصلہ کر رکھا تھا اور دوسرے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جانے کی تیاری کرنے لگے تھے۔ پیا اس رات بپا ہونے والے جشن شادمانی میں پہلی بار شریک ہوا تھا' کسی نے تربیت مکمل کی تھی یا نہیں' سبھی شاداں و فرحاں تھے' موسیقی کی لے اور ذہن پر تھرکتے اور مچلتے' دھوم مچا رہے تھے جو تھک جاتے' الگ ہو کر بیٹھ جاتے اور دوسروں کو رقصاں دیکھ کر خوش ہوتے۔ پیا بھی انہی میں شامل تھا۔ وہ اکتا گیا تو ہال سے باہر نکل گیا' باہر کی فضا پرسکون تھی' ہوا میں خنکی تھی' وہ پاس ہی کی ایک دوسری عمارت کی طرف بڑھنے لگا' اسے بھی طرح طرح کی روشنیوں سے سجایا گیا تھا' ادھر ادھر تاریک گوشوں میں کئی جوڑے مصروف راز و نیاز تھے' اس عمارت میں فنون اور دستکاریوں کی نمائش لگی ہوئی تھی۔ پیا یہ نمائش دیکھنے روز آتا جس ثقافتی مجلس نے اس کا اہتمام کیا تھا۔ پیا اس کا رکن تھا۔ اس دن جیسے ہی وہ دروازے میں داخل ہوا۔ نمائش کے مہتمم نے اس کا خیر مقدم کیا اور پوچھا کہ وہ محفل رقص و سرور سے اتنی جلدی کیوں نکل آیا۔ اس نے کہا کہ جشن تو شاندار تھا لیکن وہ بلند آہنگ موسیقی

اور ہاؤ ہو سے قدرے اکتا گیا تھا' اسے سکون چاہئے تھا۔ اس لیے نمائش گاہ میں آ گیا' وہ کچھ دیر کے بعد نچلی منزل میں چلا گیا۔ اس نے سگریٹ سلگایا اور زور زور سے کش لینے لگا۔

شمال مشرقی علاقے کے فنون کی نمائش پر پیا بہت نازاں تھا۔ اس نے اس کے انعقاد اور تنظیم نے بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ یہاں علاقے کی پیداوار' چاول' گندم' مچھلی' انواع و اقسام کے پھل بھی رکھے گئے تھے۔ کڑھائی کا سامان' منقش گاؤ تکیے' خوبصورت چادریں' زنانہ ملبوسات' صراحیاں' ٹوکریاں' موسیقی کے آلات' چوبی گھنٹیاں اور کھڑتالیں بھی تھیں' پیا پہلے بھی کئی بار یہ سب کچھ دیکھ چکا تھا' لیکن آج پھر دیکھنے لگا۔ وہ ایک بڑی سی تصویر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ یہ تصویر بڑے دروازے کے سامنے کی دیوار پر آویزاں تھی۔ یہ ایک بوڑھی خاتون کی تصویر تھی جس نے سیاہ دھاری دار سکرٹ پہن رکھا تھا' کندھوں پر پتلا سا دوپٹہ تھا' وہ کولہے پر ایک چھوٹا سا بچہ اٹھائے ہوئے تھی۔ اس کا بایاں بازو بچے کو سہارا دیئے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے دائیں کندھے پر ایک بہنگی اٹھا رکھی تھی' جس کے دونوں سروں پر گندھی ہوئی ٹوکریاں اٹک رہی تھیں' ان میں سے ایک میں چاول اور دوسری میں تہہ کیا ہوا جال تھا۔ ان دونوں چیزوں کے وزن کا اندازہ اس بانس کے جھکاؤ سے بخوبی کیا جا سکتا تھا۔ خاتون کے چہرے کے تاثرات سے صاف عیاں تھا کہ اسے کہیں جانے کی عجلت ہے۔ اس کے ماتھے پر پسینہ نمایاں تھا اور وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

لیکن اس کی کالی آنکھوں کی چمک سے' اس کے پرعزم ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک لڑکا چلا آ رہا تھا جس کے کندھے پر مچھلی پکڑنے کے کانٹے دھرے تھے۔ وہ دھان پان تھا۔ اس کا پیٹ پیچھے کی جانب پچکا ہوا تھا لیکن خوش و خرم تھا۔ پس منظر میں چاول کے ہرے بھرے کھیت دور تک چلے گئے تھے۔ درخت بھی تھے لیکن خزاں زدہ' ان کے تنوں پر سے چھال چھل گئی تھی اور شاخوں پر سے پتے جھڑ گئے تھے۔

پیا کی آنکھیں' تصویر میں دکھائی دینے والی خاتون اور اس کے پیچھے آنے والے بچے کی آنکھوں پر جم گئی تھیں۔ اس نے ان کی متانت اور ان کے بوجھ کو اپنے کندھوں پر منتقل ہوتے محسوس کیا۔ اسے اپنا گاؤں یاد آیا جو اس کا مولد تھا اور جہاں سے اسے نکلے کئی برس ہو گئے تھے۔ اسمبلی ہال سے رقص اور موسیقی کی آوازیں مدھم ہوتی ہوئی کہیں کھو گئیں۔ ان کی جگہ نرم اور

دھیمے سروں نے اس کے رگ و پے میں سرایت کر لی۔ اس لمحے' اسے اس سوال کا جواب مل گیا جو کئی دنوں سے اس کے ذہن پر سوار تھا' فارغ التحصیل ہونے کے بعد کیا وہ بنکاک میں ہی کام کرے یا اپنے آبائی گاؤں میں واپس چلا جائے؟ اسے واپس اسران جانا اور وہاں درس و تدریس کرنی چاہیے۔

پیا اس رات 9 بجے کے قریب اپنی رہائش گاہ پر واپس آیا۔ وہ راہبوں کے مکانوں کے قریب سے گزرا تو سب آوازیں' خاموشی میں ڈھل گئیں' وہ سڑک پر درختوں کے جھنڈ میں سے نکلتا' آگے بڑھتا گیا' وہ کئی برس سے اس راستے پر آ جا رہا تھا' گاؤں میں ابتدائی تعلیم پانے کے بعد شہر چلا آیا تھا' یہ جگہ بھی اس کے گاؤں کی طرح ٹھنڈی اور پرسکون تھی' اس کے گاؤں کا ایک شخص تھٹ فوما بھی یہیں رہتا تھا' پیا اسے چچا کہہ کر مخاطب کرنے لگا۔ تھٹ فوما کو معمے حل کرنے کا چسکا تھا۔

اس نے پیا سے پوچھا کہ وہ رقص و سرود کی محفل سے اتنی جلدی کیوں واپس چلا آیا۔ معمے پر نظریں گاڑے کہنے لگا کہ اس دفعہ بھی معمے میں ایک غلطی کر گیا' وہ رکشا چلاتا تھا۔ جتنا کچھ کماتا معمے میں خرچ کر ڈالتا۔ اسے شکایت تھی کہ اس کی قسمت یاوری نہیں کر رہی۔ اس نے ہمت پھر بھی نہیں ہاری۔ اسے یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن وہ صحیح معمہ حل کرے گا اور یوں اس کی بگڑی بن جائے گی۔ پیا نے پوچھا: ''چچا! اس بار آپ نے کتنی رقم ہاری ہے۔'' اسے پتہ تھا کہ تھٹ فوما کو جوئے اور لاٹری میں پیسے لگانے کا خبط تھا' وہ رکشہ چلا کر جو کچھ کماتا' لاٹری اور جوئے میں لگا دیتا۔ وہ کہتا کہ کوئی بھاری انعام نکل آیا تو اپنے گھر واپس چلا جائے گا اور راہبوں کے حضور نذر و نیاز گزارے گا۔ وہاں لوگ خوشی کی خبر پانے پر راہبوں کو کپڑے لے کر دیتے۔ وہ روزگار کی تلاش میں بنکاک آیا تھا۔ وہ دس برس رکشا چلاتا رہا پھر کہیں موٹر سائیکل خریدنے کے قابل ہو سکا۔ اتنے برسوں میں وہ کچھ بھی نہیں بدلا تھا' اسے آس تھی کہ ایک نہ ایک دن اس کی قسمت جاگے گی اور وہ اپنے خواب کی تعبیر پا لے گا۔ وہ اپنے گاؤں میں جا کر کھیتی باڑی کرے گا۔ تھٹ فوما اس پورے عرصے میں صرف اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہو سکا۔ پیا نے اس سے کہا کہ اس نے اب تک جتنا پیسہ لاٹریوں اور جوئے میں ہارا اور برباد کیا اس سے وہ گاؤں میں جا کر زمین خرید سکتا' اس زمین میں وہ چاول کاشت کرتا اور خوش حال ہو جاتا' چچا کیا آپ ہمیشہ بینکاک میں ہی

MashalBooks.org

رہیں گے؟'' اس نے پوچھا: ''جب تک کوئی بھاری رقم اکٹھی نہیں کر لیتا' یہیں رہوں گا پیسہ پاس ہوا تو گاؤں جا کر زمین خریدلوں گا لیکن پیا کیا تم بینکاک میں ہی بچوں کو پڑھاؤ گے یا گاؤں جاؤ گے۔اس نے پوچھا: پیا نے بلاتوقف کہا''میں تو جاؤں گا''

پیا کا گاؤں مورنگ ناراں تھا' وہ وہیں پیدا ہوا' ہوش سنبھالنے کے بعد وہ تعلیم حاصل کرنے بینکاک چلا آیا تھا' پرائمری تک کا نصاب مکمل کرنے کے بعد وہ جوٹسے کے علاقے میں ایک راہب کے ساتھ رہنے لگا' وہ راہب اس کا دور پار کا رشتہ دار تھا۔اسی تعلق کی بنا پر وہ اس سے مدد حاصل کر سکتا تھا۔ وہ اپنی تعلیم جاری رکھنے اور ایک میونسپل سکول میں داخلہ لینے کیلئے اس کے پاس چلا آیا تھا' یہیں رہ کر اس نے بینکاک کے مشہور ٹریننگ کالج میں تعلیم مکمل کی۔

بینکاک میں رہتے ہوئے بھی' اس میں خوبو دیہاتیوں کی طرح کی رہی۔ وہ دیہاتی ہی رہا' اس راہب خانے کے سبھی راہب اور مکین' اس دیہی علاقے اسران سے تعلق رکھتے تھے' جہاں کا پیا رہنے والا تھا۔ ان کے رشتہ دار شہر آتے تو انہیں ملنے آتے اور کچھ وقت ان کے ساتھ گزارتے' پیا سال میں ایک بار اپنے عزیزوں سے ملنے اسران ضرور جاتا۔ یہ صوبائی دارالحکومت یوبان سے کوئی ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ مرتفع علاقہ ہے۔اس کے ماں باپ یہیں رہتے تھے۔ والدین کو مقامی بولی میں اولاد کے لیے بڑ کے درخت کی طرح کی چھتر چھایا کہا جاتا تھا۔ پیا ابھی پرائمری کا امتحان نہیں دے پایا تھا کہ اس کے سر سے ماں باپ دونوں کا سایہ اٹھ گیا۔ پیا کی کوئی زمین نہیں تھی۔ گھر گھاٹ بھی نہیں تھا۔ جائیداد کے زمرے میں شمار ہونے والی کوئی چیز اسے میسر نہیں تھی' ہوتی تو شاید اسے اس کی فکر ہوتی۔ اس کا سرمایہ صرف بچپنے کی یادیں تھیں۔ چاول کے کھیت' گھنے جنگل' پہاڑ' ندیاں اور نالے' خشک سالی' گرما کی گرمی' موسلا دھار بارش' سرما کی سردی' پرندوں کے چہچہاہٹ' اسے اپنا گھر بھی یاد تھا جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔اسران کے دوسرے بچوں کی طرح وہ بھی یادوں میں کھو جایا کرتا۔

جس روز پیا نے سند حاصل کی' چچا نے جس کے پاس وہ بینکاک میں رہتا تھا' پوچھا کہ وہ مزید تعلیم حاصل کرے گا یا کام کرے گا۔ پیا نے کہا کہ یوبان جا کر سکول میں بچوں کو پڑھایا کرے گا۔ چچا نے کہا کہ اچھا ہے لیکن تم یوبان ہی میں رہو گے یا اپنے گاؤں جاؤ گے۔''قصبے یا گاؤں میں' جہاں جگہ ملی' وہیں رہ لوں گا۔اس نے جواب دیا۔ چچا نے کہا کہ ضرور جاؤ' اپنے

گاؤں میں رہو اور اپنے بہن بھائیوں کو پڑھاؤ لکھاؤ۔ خونی رشتہ ہونا ضروری نہیں۔ علاقے کے سبھی بچے تمہارے بہن بھائی ہیں جنہیں تعلیم ملی ہے، انہیں دوسروں کو بھی دینی چاہئے۔ اس نے پیا کو نصیحتیں کیں اور بتایا کہ اسے دوسروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔ برسوں کی ریاضت سے اس نے جو علم حاصل کیا ہے۔ اس سے دوسروں کو بھی فیضیاب کرنا چاہئے جس روز پیا کو اسران جانا تھا۔ چچا نے اسے کچھ پیسے دیئے اور کہا کہ جب تک استاد نہ چن لیے جاؤ اس وقت گزر بسر کرتے رہو۔

............☆☆☆............

باب2

''کہتے ہیں' اس بار' گزشتہ سال کی نسبت' امتحان بہت سخت تھا۔'' ایک نوجوان نے اپنے دوست سے پوچھا' وہ ہوٹل کے سامنے ایک چائے خانے میں بیٹھے تھے۔ ایک اور آدمی جو اپنے بیگ میں چیزیں سمیٹ رہا تھا' بولا ''کیا سوال سخت تھے یا درخواست گزاروں کی تعداد زیادہ تھی۔'' اسامیاں چند ہیں اور درخواست دینے والوں کی تعداد زیاد ہے۔ سنا ہے کہ رشوت کا بازار بھی گرم ہے۔ بڑی بڑی رقمیں لی اور دی جا رہی ہیں۔ کیا یہ سچ ہے۔'' اور ہر سال روپے پیسے کے لین دین کا سننے میں آتا ہے۔ گورنر اور صوبائی سربراہ زور دے کر کہتے ہیں کہ کسی نے کوئی رقم لی ہے تو ثبوت کے ساتھ' اس کی شکایت کی جائے لیکن کوئی سامنے نہیں آتا۔ یہ سب گپیں ہی ہیں'' میں کئی اضلاع میں گیا ہوں اور استادوں کو کہتے سنا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو منتخب کرنے کیلئے روپے دیئے ہیں لیکن ثبوت کوئی نہیں دیتا۔ ایک نوجوان کیون سوتھم نام کے شخص کو مخاطب کر کے بولا' تم بتاؤ کہ حقیقت کیا ہے؟ میں تو نہیں مانتا کہ ہر جگہ رشوت چل رہی ہے' لیکن یہ بھی سچ ہے کہ تعلیم کا نظام تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔'' اتنے میں ایک اور شخص چائے خانے میں داخل ہوا۔ سوتھم نے کھڑے ہو کر کہا ''آیئے جناب اور پھر اپنے ہی ساتھی کی طرف مڑ کر کہا کہ ''یہ ہیں پلاٹ کوسون' ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر' پھر آنے والے کی طرف دیکھ کر بولا ''ہم استادوں کے انتخاب کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔''

اس نے اپنے لیے ٹھنڈے مشروب کا آرڈر دیا اور کہنے لگا۔ استاد چننے کیلئے کوئی سرکاری کمیٹی بنائی گئی ہے یا نہیں؟ ''نہیں بنائی گئی'' کیوں سوتھم نے جو صوبائی حکومت کی تعلیمی انتظامیہ کا رکن تھا کہا ''میرا اندازہ ہے کہ جس طرح گورنر نے اپنے ایک معاون کو مختلف کمیٹیوں کا سربراہ بنایا ہے' وہ معاملات کی چھان بین کرنا چاہتے ہیں۔ پلاٹ کوسون نے کہا کہ

میری بیٹی نے اس سال ٹیچر کے طور پر امتحان پاس کیا ہے۔ وہ مزید تعلیم جاری نہیں رکھنا چاہتی۔اسے کام ملنا چاہئے۔''

''اس نے کس درجے کا امتحان دیا ہے۔''

''اس نے ڈپلوما کیا ہے' ملازمت نہ ملی تو کچھ نہ کچھ تو کرے گی۔''

''ملازمت مل بھی گئی تو کیا وہ قصبے میں تعلیم دینے کی مستحق تسلیم ہوگی۔'' کوئی وشائی کچھ زیادہ خوش نہیں دکھائی دے رہا تھا' اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا کیون سوتھم اور جناب ڈسٹرکٹ آفیسر' مجھے معاف کیجئے میں دفتر میں کوئی چیز بھول آیا ہوں۔ پتہ نہیں دفتر بند ہوگیا ہے یانہیں؟'' یہ کہتے ہوئے اس نے الوداع کہا اور موٹر سائیکل پر صوبائی محکمہ تعلیم کے دفتر کی طرف چل پڑا۔

''وہ کون تھا'' پلاٹ کوسون نے پوچھا۔''میں اسے پہچان نہیں سکا۔'' سوتھم نے کہا ''وہ اکران وشائی تھے' نئے صوبائی سپروائزر' انہوں نے یونیورسٹی سے استاد کی حیثیت سے ڈپلومہ لیا ہے اور اس سال امتحان پاس کیا ہے۔اس سے پہلے وہ خیمارت میں پڑھاتے تھے۔وہ اس بیج میں تھے' جس میں میں تھا۔ پلاٹ کوسون اصل موضوع کی طرف آئے اور پوچھا کہ ''کیا شہر میں خالی اسامیاں ہیں۔'' سوتھم نے بڑے عجز سے کہا کہ صرف ایک اسامی ہے۔ وہ بھی تو پلاٹ کیلئے۔ جو ہم نے ایک بوڑھے مدرس کے تبادلے کے بعد کسی نئے استاد کیلئے خالی رکھ دی تھی۔

''میں تو چاہتا ہوں کہ میری بیٹی کو کوئی جگہ مل جائے۔ میرا نہیں خیال کہ کمیٹی اس میں رکاوٹ بنے گی۔ پلاٹ نے اپنے لیے دوسری پیالی میں چائے ڈالی۔ میرے خیال میں تمہارا ساتھی' جو کمیٹی کا ممبر ہے' یا کسی افسر سے واقفیت رکھتا ہے اس سال بھی رائے شماری میں حصہ لے گا لیکن میں اپنی بیٹی کا معاملہ تم پر نہیں چھوڑنا چاہتا۔ بہرطور دیکھا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔اس نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکالا اس پر اپنی بیٹی کا نام اور رول نمبر لکھا اور اپنے ساتھی کو پکڑا دیا۔

جب امتحان کے آخری نتائج نکل آئے اور انٹرویو کا مرحلہ طے ہوگیا تو **364** امیدواروں کو اوپر کے ڈپلوموں کی بنیاد پر رجسٹر کیا گیا اور ان میں سے **183** کو خالی اسامیوں کے حساب سے منتخب کیا گیا' پیا خوش قسمتی سے منتخب ہوگیا۔کامیاب امیدواروں میں اس کا **23** واں نمبر تھا اور ان میں سے کسی کو بھی صوبائی دارالحکومت کے کسی سکول میں تعینات نہیں کیا گیا۔

MashalBooks.org

پیا نے سکولوں کی فہرست پر نگاہ ڈالی تو اسے کچھ پتہ نہیں تھا کہ کون سا سکول کہاں ہے۔ اس نے ان میں سے ایک ایسے سکول کا انتخاب کیا جس کا نام اسے عجیب سا لگا۔ یہ سکول میڈ ڈاگ سوامپ میں تھا اور بارن لورنگ کا ماذور کے نام سے موسوم تھا۔ یہ عجیب نام ہے۔'' یہ سوچ کر اس نے اس پر صاد کر دیا اور اپنی رائے سے افسران کو مطلع کر دیا۔ ''تقرری کے کاغذات لینے 27 تاریخ کو آؤ اور انہیں ڈسٹرکٹ آفس لے جاؤ۔'' افسر انچارج کوہون سوتھم نے اسے اور دوسروں امیدواروں کو سکولوں کے انتخاب کے دن بتایا۔ ہر امیدوار کے لیے متعلقہ اضلاع کے تعلق سے کاغذات تیار کر لیے جائیں گے۔ ہر ایک کیلئے لازم ہے کہ وہ تمام شرائط کو دھیان میں رکھے اور انہیں پورا کرے۔

پیا نے دیکھا کہ شاید کوئی شناسا مل جائے لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ اپنا سکول چن لینے کے بعد پیا نے امیدواروں کی ناموں کی فہرست دیکھی لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کا واقف نہیں تھا۔ بس اسے اتنا پتہ چلا کہ 1056 امیدواروں کے نام رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان میں سے صرف 347 کو منتخب کیا گیا ہے۔ جن 30 استادوں نے اسی ضلع میں جانا تھا' جہاں پیا نے جانا تھا' 23 مئی کو صبح 10 بجے ڈسٹرکٹ آفس میں اکٹھے ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس گروپ میں صرف اکارن ایکاچائی واحد گریجویٹ تھا۔ اسے ضلع کے سب سے بڑے پرائمری سکول کیلئے چنا گیا۔ یہ سکول ڈسٹرکٹ آفس کے بالکل سامنے تھے۔ پیا سمیت باقی کے تمام امیدواروں کو اپنے سکولوں کیلئے الگ الگ راستوں پر جانا تھا۔ ان میں سے سولہ نوجوان اساتذہ نے اچھا لباس پہنا ہوا تھا اور لمبے بال رکھے ہوئے تھے۔ چودہ خواتین سیاہ سکرٹوں اور سفید بلاؤزر میں ملبوس تھیں۔ یہ لباس عموماً زیر تربیت امیدوار پہنا کرتے تھے۔ دوسری استانیوں نے رنگارنگ کے شوخ ملبوسات پہن رکھے تھے لیکن ان میں سے ایک سب سے خوش شکل تھی۔ اس نے قیمتی اور پھولدار کپڑے کا بنا ہوا بلاؤزر اور سکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے پاؤں میں اونچی ایڑیوں والے جوتے تھے۔ وہ پہلی قطار میں بیٹھی تھی۔ اکارن ایکاشائی بس سٹیشن سے یوبان قصبے تک کے سفر میں مسلسل اسی پر نظریں گاڑے رہا۔ اکارن ایکاشائی نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ ''تمہارا نام کیا ہے۔''

میرا نام پیا ہے۔

MashalBooks.org

''کیا تم نے بھی یوبان ہی سے امتحان پاس کیا ہے۔''

میں نے بینکاک میں ٹیچرز ٹریننگ کالج سے گریجوایشن کی ہے۔''

اچھا آپ یوبان کے رہنے والے نہیں؟ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں یوبان ہی کے علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں لیکن میں تعلیم حاصل کرنے بینکاک چلا گیا تھا۔''

پیا خوش ہوا کہ کسی نے اس سے بات کی ہے۔''میں اس ضلع میں آپ سمیت کسی کو نہیں جانتا۔''

تھوڑی ہی دیر بعد ڈسٹرکٹ آفیسر اور مقامی ایجوکیشن آفس کے سربراہ ہال میں داخل ہوئے کہ سب احتراماً کھڑے ہوگئے۔ ڈسٹرکٹ افسر نے فہرست دیکھی اور ہر استاد کی تعلیم اور دوسرے کوائف کا جائزہ لیا۔ اس نے ایک ایک کا نام پڑھا۔ جن میں سے پیا کو پانچ نام یاد رہ گئے۔ ان میں خاتون کا نام بھی شامل تھا جو سب سے زیادہ خوش پوش تھی۔ اسی کا نام ڈوانگ ڈا تھا۔

اس کے بعد ڈسٹرکٹ افسر نے ضلع کے جغرافیے' معیشت' سماجی ترکیب' سیاست' حکومت آبادی کی ترقی اور بہبود کے منصوبوں اور دفاع کے بارے میں ایک جامع لیکچر دیا اور کہا کہ آپ کو درس تدریس میں کامل دل چسپی لینی اور اپنے فرائض نہایت تندہی سے ادا کرنے چاہئیں۔ آخر میں کہا کہ آپ کو اگر کوئی مشکل یا مسئلہ پیش آئے تو اس کی تفصیل ڈسٹرکٹ آفس کو لکھ بھیجنی چاہئے۔

وہ اس کے بعد کمرے سے نکل گیا۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس کا سربراہ بھی ان کے ساتھ گیا۔ شعبے کے سربراہ کے معاون نے انہیں اساتذہ کی کونسل کی رضاکارانہ رکنیت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا اور سیونگز کوآپریٹو (بچوں کی انجمن امداد باہمی) میں شمولیت کی تحریک کی۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے واپس آ کر سرکاری طور طریقوں کی وضاحت کی اور انہیں ان کے فرائض عموی بتائے وہ ڈیڑھ گھنٹے تک اساتذہ کو مختلف امور سے آگاہ کرتے رہے۔ دوپہر کو کہیں جا کر ان کی گفتگو ختم ہوئی۔ پیا نے دیکھا کہ ایکا چائی ڈوانگ ڈا میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں اور جب انہوں نے نوجوان خاتون کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی تو اس نے انکار نہیں کیا اور دوسرے اساتذہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کیلئے کہا۔ اکارن ایکا چائی نے کہا کہ ''تم کئی برس بینکاک میں رہے ہو۔'' سب نے اپنے اپنے کھانے کا آرڈر دیا۔ اس دوران اکارن ایکا چائی ہی نے اپنی گفتگو جاری رکھی' ''ہاں میں کئی برس بینکاک میں رہا ہوں۔'' پیا اپنے ماضی کے